موںھ کا پھر دہنی کی دوسری ضرب سے بائین ہاتھ کا (۶ تا ۸) اولاً بائین ہتھیلی سے دہنے ہاتھ کا پھر دہنی سے بائین کا پھر دہنی خواہ بائین خواہ دونون کی ضرب سے موںھ کا (۹) ضرب اول مین دہنی ہتھیلی سے بائین ہاتھ کا پھر بائین سے موںھ کا پھر بائین کی دوسری ضرب سے دہنے ہاتھ کا (۱۰ تا ۱۲) پہلے دہنی ہتھیلی سے بائین ہاتھ کا پھر بائین سے دہنے ہاتھ کا پھر دہنی خواہ بائین خواہ دونون کی ضرب سے موںھ کا۔ تیمم ان سب طریقون پر صحیح ہوگا اور سنت سے منقول صرف اول **بست ویکم** کوئی حصہ ایسا نہ رہے یہ شرط استیعاب کا بیان ہے کہ جتنے موںھ اور جتنے ہاتھون کا دھونا وضو مین فرض ہے اُس تمام حصہ پر تیمم غیر معہود مین مس ارض اور معہود مین ہاتھ کا پہنچنا فرض ہے یہی صحیح ہے اور یہی ظاہر الروایۃ اور اسی پر اعتماد تو اگر ایک بال کی نوک بھی ہاتھ یا مس ارض پہنچنے سے باقی رہ گئی تیمم نہ ہوگا تو لازم ہے کہ انگوٹھی چھلے کنگن پہنیان چوڑیان کف دست اور کلائی کا ہر گہنا اُتار لیا جائے یا اُسے ہٹا ہٹا کر مسح یا ایصال مس کیا جائے کما فی البحر والدر وغیرھما عامۃ الاسفار **اقول** تو یہان وضو سے زیادہ اہتمام لازم خصوصاً تیمم معہود مین کہ ڈھلکتا ہوا پانی یا اُڑتا ہوا غبار خود بھی رسائی کی چیز ہے اور ہاتھ تو جہان پہنچایا جائے وہین پہنچے گا **ثم اقول** مواضع حرج کہ ہم نے الجود الحلو مین ذکر کیے یہان بھی واجب الاستثنا ہین ما جعل علیکم فی الدین من حرج تیمم کی شرعیت ہی دفع حرج کے لیے ہوئی تو جسمین خود حرج نہین بلکہ اُسکی نگاہداشت مین حرج ہے جیسے کوئے مین سرمہ وغیرہ وہ بیخبری مین معاف ہے بعد اطلاع معاف نہین اور جسمین خود حرج ہے جیسے آنکھ کے ڈھیلے وغیرہ وہ مطلقاً معاف ہے عفا اللّٰہ تعالٰی عنا مطلقا بالاطلاق فینا و فی ذنوبنا ✤ وصلی اللّٰہ تعالٰی وبارک وسلم علی ھادی قلوبنا ✤ وماحی عیوبنا ✤ وکاشف کروبنا ✤ واٰلہ وصحبہ ✤ وابنہ وحزبہ ✤ اجمعین ابد الاٰبدین ✤ عدد خلق اللّٰہ فی کل اٰن وحین ✤ والحمد للّٰہ رب العٰلمین ✤ بحمد اللہ تعالٰی یہانتک تعریف رضوی کی شرح مبسوط تھی کہ نہ ایسی تعریف کہین ملے نہ کوئی ایسی شرح پائے اور اُسی کے ختم سے سوال اول کا جواب ختم ہوا جو بفضلہ تعالٰی ایسی تحقیقات جلیلہ جزیلہ بدیعہ رفیعہ پر مشتمل ہے جنکی نظیر نظر نہ آئے ذٰلک من فضل اللّٰہ علینا وعلی النّاس ولٰکنّ اکثر النّاس لایشکرون رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علیّ وعلٰی والدیّ وان اعمل صالحًا ترضٰہ واصلح لی فی ذرّیّتی انی تبت الیک وانی من المسلمین واللّٰہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

سوال دوم

جسطرح طہارت سے پانی مستعمل ہوجاتا ہے کہ دوبارہ وضو کے قابل نہین رہتا تیمم سے مٹی بھی یونہین مستعمل ہوجاتی ہے

یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

اقول وباللہ التوفیق ہم اوپر بیان کر آئے کہ تراب یعنی جنس ارض دو۲ قسم ہے حقیقی جسکا بیان رسالہ المطر السعید میں گزرا اور حکمی کہ وہ ہاتھ ہیں کہ بہ نیت تطہیر جنس ارض سے مس کیے گئے یہ تراب حکمی ضرور بالاجماع مستعمل ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ ہر عضو پر جدا اتصال سے مسح شرط ہے جسکا بیان ابھی افادہ نوزدہم میں گزرا اور اسی کے ثمرات سے ہیں تیمم کی وہ ترکیبیں جو مشائخ نے مستحسن رکھیں جن میں ہتھیلی کے حصوں کو ذراع کے مختلف حصوں پر تقسیم فرمایا کہ ہر حصہ کا نئے حصہ سے مس ہو تاکہ حتی الامکان تراب مستعمل کے استعمال سے احتراز ہو کما تقدم ذکرہ فی سابع ابحاثنا علی الوجہ السادس من وجوہ حد التیمم یہاں یقیناً تراب مستعمل سے یہی تراب حکمی مراد ہے کہ یہ صورتیں تیمم معہود کی ہیں اور تیمم معہود میں تراب حکمی ہی درکار ہے تراب حقیقی کی اصلا حاجت نہیں بلکہ لگی ہو تو اُسکے جھاڑ دینے جھاڑ دینے کا حکم ہے ایک دفعہ میں نہ چھوٹے تو جتنی بار میں صاف ہو جائے پھر انھوں نے یہ ترکیبیں عام افادہ فرمائی ہیں اگرچہ تیمم دُھلے ہوئے پتھر پر ہو جس میں تراب حقیقی وہ اصلا مستعمل نہیں ہوتی جوہرہ نیرہ میں ہے التیمم لایکسب التراب الاستعمال[۲۴۳] طحطاوی علی الدر المختار میں ہے التراب لایوصف بالاستعمال **اقول** فقیر کے نزدیک یہی تحقیق ہے اور اس پر متعدد روشن دلائل قائم وباللہ التوفیق **دلیل اوّل** نصوص صریحہ یہاں مٹیاں دو۲ ہیں ایک تو وہ جسپر ہاتھ مارے وہ تو بلاشبہہ مستعمل نہیں ہوتی جسپر اجماع کہنا کچھ مستبعد نہیں لولا ان عبر عنہ فی غنیۃ ذوی الاحکام عن البرھان بالاصح المشیر الی قوۃ فی الخلاف[۲۴۴] مع انہ فی غایۃ الغرابۃ روایۃ والسقوط درایۃ فیما اعلم واللہ تعالٰی اعلم فتاوٰے امام قاضیخان اذا تیمم الرجل عن موضع تیمم عنہ غیرہ جاز شلبیہ علی الزیلعی قال الزاھدی لوتیمم جماعۃ بحجر واحد اولبنۃ او ارض جاز کبقیۃ الوضوء محیط سرخسی وہندیہ لوتیمم اثنان من مکان واحد جاز تاتارخانیہ وعالمگیری اذا تیمم مرارا من موضع واحد جاز در مختار جاز تیمم جماعۃ من محل واحد جوہرہ نیرہ لوتیمم رجل من موضع وتیمم اٰخر بعدہ منہ جاز منیہ وغنیہ اذا تیمم الرجل من موضع فتیمم اٰخر من ذلک الموضع ایضا جاز کما فی غیر ما کتاب من الکتب المعتبرۃ فی المذھب **بالجملہ** مسئلہ ظاہر ہے اور عبارات وافر غیر ان الغنیۃ ابدت فیہ تشکیکا ان ھذا علی قول من لم یجعل الضربۃ من التیمم ظاھر واما علی قول من جعلھا منہ ففیہ اشکال ام **اقول**[۲۴۵] لا فرق علی القولین ولا اشکال فی البین **اما اولا** فلما اعلمناک فی البحث السابع المذکور ان الضرب المنوی یطھر الکفین ھو الصحیح فلا تمسھا بعد فثبت اسقاط

فـا[۲۴۲] تطفل علی البرھان والشرنبلالی

فـا[۲] ایک جگہ سے بار بار تیمم جائز ہے [illegible]

مسئلہ: ایک جگہ سے ایک شخص نے تیمم کیا اگر ہزار آدمی خاص اسی جگہ سے تیمم کریں کچھ حرج نہیں کہ جنس ارض تیمم سے مستعمل نہیں ہوتی

فـا[۲۴۳] تطفل علی الغنیۃ

الفرض بنفس الضرب ش ان لم يرتفع الحدث بعد لعدم تجزيه كماء غسل به المحدث بعض اعضائه و هذا لا يتخالف فيه القولان فازشت به الاستعمال حصل على كل منهما الاشكال واما ثانيا فلان المحدث اذا ادخل رأسه الاناء لا يصير الماء مستعملا كما فى الخانية وكذا الخف والجبيرة كما فى البحر والصحيحان المسألة وفاقية كما بينا فى الطرس المعدل والنميقة الانقى من اخرهما والتيمم الامسحا فلا يفيد الاستعمال ؞ وبه زال الاشكال ؞ والله تعالى اعلم بحقيقة الحال ؞ دوسری وہ مٹی کہ بعض صورتوں میں ہاتھوں کو لگتی ہے یہ اگر جھاڑ دی گئی جیسا کہ مسنون ہے جب تو اسکے مستعمل ہونے کی کوئی وجہ نہیں کہ ہتھیلیاں نفس ضرب سے پاک ہوگئیں یہ مٹی پاک ہتھیلیوں کو لگی تو نہ اُن سے ملکر مستعمل ہوسکتی ہے نہ اُن سے چھوٹکر اور اگر نہ جھاڑی گئی اور چہرہ وہر دو دست کو لگی تو اسوقت بھی مستعمل نہ ہوگی کہ مذہب صحیح میں استعمال کے لیے انفصال شرط ہے کما مر فی الطرس المعدل تو اگر مستعمل ہوتی تو چہرہ و ذراعین سے چھوٹکر اور کتب مذہب میں نص صریح ہے کہ وہ اُسوقت بھی مستعمل نہ ہوگی یہانتک کہ اگر تیمم کرنے والوں کے چہرہ و دست سے جھڑی ہوئی مٹیاں جمع کرلیجائیں کہ قابل ضرب ہوجائیں اور کوئی اُنسے تیمم کرے جب بھی جائز ہے درایہ شرح ہدایہ امام قوام الدین کاکی پھر شلبیہ علی شرح الکنز للزیلعی نیز بنایہ امام عینی میں ہے یجوز التیمم بالتراب المستعمل عندنا وفی قول للشافعی وفی ظاہر مذہبہ لا یجوز والمستعمل ماتناثر من العضو اھ حاشیہ علامہ سید احمد مصری علی الدر المختار میں ہے التراب لا یوصف بالاستعمال ولو الذی علق بید یمحتے لو جمع ما علق بایدی المتیممین یجوز علیہ التیمم تو ثابت ہوا کہ جنس ارض کسیطرح مستعمل نہیں ہوتی نص اجل امام اجل شمس الائمہ حلوانی رحمہ اللہ تعالٰی نے تصریح فرمائی کہ تیمم میں جو منہ اور ہاتھوں پر مسح کیا جاتا ہے یہاں کوئی چیز ایسی نہیں کہ مستعمل ہوجائے فتح القدیر میں ہے واختیار شمس الائمۃ ان المنع فی مد الاصبع والاثنتین غیر معلل باستعمال البلۃ بدلیل انہ لو مسح باصبع او اصبعین فی التیمم لا یجوز مع عدم شیٔ یصیر مستعملا خصوصا اذا تیمم علی الحجر الصلد اھ وقد ذکرنا وجہ ھذا الخصوص اخیر رسالتنا الطرس المعدل دلیل دوم نصوص صریحہ بوجہ آخر فتح القدیر میں ہے ھل یأخذ التراب حکم الاستعمال فی الخلاصۃ وغیرھا لو تیمم جنب او حائض من مکان فوضع اخر یدہ علی ذلک المکان فتیمم اجزأہ والمستعمل ھو التراب الذی استعمل فی الوجہ والذراعین اھ وھو یفید تصور استعمالہ وکونہ بان یمسح الذراعین بالضربۃ التی مسح بھا وجھہ لیس غیر اھ بحر الرائق میں ہے فی المحیط والبدائع لو تیمم

اثنان من مكان واحد جاز لانه لم یصر مستعملا لان التیمم انما یتادی بما التزق بیدہ لا بما فضل کالماء الفاضل فی الاناء بعد وضوء الاول اھ وهو یفید تصور استعماله وقصرہ علی صورۃ واحدۃ وھی ان یمسح الذراعین بالضربۃ التی مسح بھا وجھه لیس غیر طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے قال فی الفتح ھذا یفید تصور استعماله وھو مقصور علی صورۃ واحدۃ وھو ان یمسح الذراعین بالضربۃ التی مسح بھا وجھه لا غیر کیسی صریح تصریح ہے کہ مستعمل ہونا صرف تراب حکمی کے لیے ہے کہ ایک ضرب سے دو عضو کا مسح نہیں ہوسکتا اور یہ کہ اس کے سوا کوئی صورت تراب کے مستعمل ہونے کی نہیں **دلیل سوم** نصوص عامۂ ائمہ وعلمائے قدیم وحدیث ومتون وشروح وفتاوی **اقول** بحث سے پہلے تمام ائمہ وعلمانے جملہ کتب مذہب میں تیمم کے لیے صعید طاہر کی قید لگائی جس سے ثابت وروشن کہ تیمم کیلیے جنس ارض کی صرف طہارت درکار تو لازم کہ ہر صعید طاہر مطلقاً مطہر ہے کہ اگر ایسا نہ ہوتا اور جنس ارض بھی پانی کی طرح کبھی طاہر غیر مطہر بھی ہوتی تو واجب تھا کہ مطہر کی شرط لگاتے صرف طاہر پر اکتفا صحیح نہ ہوتا مگر وہ اسی پر اطباق فرمائے ہوئے ہیں تو صراحۃً بتارہے ہیں کہ مٹی مستعمل نہیں ہوتی قدوری تحفۃ الفقہا ہدایہ وقایہ نقایہ مختار وافی کنز غرر اصلاح ملتقی نور الایضاح میں کہ سب متون معتمدۂ مذہب ہیں یہی لفظ طاہر یا طہارت کہا اور شراح نے اسے مقرر رکھا مختصر میں ہے یتیمم بصعید طاہر وقایہ ونقایہ ووافی وغرر واصلاح میں ہے علی کل طاھر من جنس الارض کنز وغیرہ میں ہے بطاھر من جنس الارض ملتقی الابحر میں ہے شرطه طهارۃ الصعید بدائع میں ہے ومنھا ان یکون التراب طاھرا ہدایہ میں ہے لان الطیب ارید به الطاھر فی النص تبیین میں ہے صعیدا طیبا ای طاھرا اسی میں نیز عنایہ وفتح وغنیہ میں ہے الطاھر مراد بالاجماع بدائع میں ہے معنی الطهارۃ صار مرادا بالاجماع حتی لا یجوز التیمم بالصعید النجس مجمع الانہر میں ہے الطیب ھناك بمعنی الطاھر بدلالة قوله تعالی ولکن یرید لیطھرکم نہایہ وعنایہ وعامہ شروح ہدایہ میں ہے التیمم القصد الی الصعید الطاھر للتطھیر جواہر اخلاطی میں ہے قصد مخصوص الی طاھر من جنس الارض محقق علی الاطلاق وبحر الرائق وغنیۂ ذوی الاحکام کی عبارتیں تعریف چہارم میں گزریں کہ الحق انه اسم لمسح الوجه والیدین عن الصعید الطاھر علامہ ابن کمال پاشا ومجمع الانہر کی عبارت تعریف پنجم میں گزری ھو طھارۃ حاصلة باستعمال الصعید الطاھر بالجملہ یہ عبارت قدیماً وحدیثاً مجمع علیہا چلی آئی سب میں پہلے فاضل ابن وہبان نے اپنے منظومہ میں لفظ مطہر کہا حیث قال ؎ وعذرك شرطھا ونیة والاسلام والمسح الصعید المطھر **اقول** جنس ارض میں طاہر ومطہر متلازم ہیں اور قافیہ طاہر ہوجہ

دخل تاسیس قوانی غیر موسسہ میں نہ آسکتا لہذا مطہر کہا مگر علامہ صاحب بحر نے یہ تدقیق نکالی کہ طاہر سے مطہر اولٰی ہے اور عبارت کنز پر کہ وہی عبارت جملہ ائمہ ہے اعتراض فرمایا جسکا بیان صدر کتاب میں گزرا طرفہ یہ کہ انھیں بحر محقق نے باتباع محقق علی الاطلاق تصریح فرمائی کہ تیمم صعید طاہر سے مسح عضوین کا نام ہے کما تقدم فی الوجہ الرابع جس سے ظاہر کہ کنز وجملہ ائمہ پر وہ اعتراض محض ایک جوشش قلم تھا پھر بھی اُنکے تلمیذ شیخ الاسلام غزی نے تنویر اور مدقق علائی نے درمختار اور ازہری وخادمی وطحطاوی وشامی ان قریب العہد متاخرین علما نے اس میں اُنکا اتباع کیا بل وقع المیل الی نحوہ للعلامۃ الشرنبلالی فی شرح الوھبانیۃ اذ قال تحت البیت المذکور اشتمل البیت علی شرائط التیمم وھی ستۃ السادسۃ الصعید الطھور وھو الذی لم تصبہ نجاسۃ والارض اذا اصابتھا نجاسۃ وذھب اثرھا لم یجز التیمم منھا فی ارجح الاقوال وتصح الصلاۃ علیھا پھر ان حضرات نے بھی اُسکی وجہ یہ نہ بتائی کہ تراب مستعمل سے احتراز ہے بلکہ اُس زمین سے احتراز جسے نجاست پہنچی اور خشک ہوکر بے اثر ہوگئی وقد تقدمت عبارۃ البحر والدر والباقون انما تبعوھا محققین نے یہ احتراز خود نفس لفظ طاہر سے ثابت فرمایا امام ملک العلما کا کلام اور اُسکی تحقیق تام اور یہ کہ یہی عامہ شراح ہدایہ کا مسلک عام اور یہی باقرار صاحب بحر جمہور اکابر کا مفاد کلام اور بحر کی اسمیں بحث ناتمام اور اُسکے جوابات موضح مرام یہ سب کچھ اوپر گزرے ایضاح الاصلاح میں ہے لایجوز علی مکان فیہ نجاسۃ وقد زال اثرھا ای انہ تجوز الصلاۃ فیہ لانہ لایخلو من اجزاء النجاسۃ وھی وان قلت تنافی وصف الطیب شرح نقایہ برجندی میں ہے المراد بالطاھر الطاھر الکامل لتخرج ارض اصابتھا نجاسۃ نورالایضاح ومراقی الفلاح میں ہے (بطاھر) طیب وھو الذی لم تمسہ نجاسۃ ولو زالت بذھاب اثرھا **تنبیہ جلیل اقول** وباللہ التوفیق یہ دلائل ظاہرہ باہرہ کہ ہمنے تقریر کیے انھیں کے ضمن میں وہ شبہات حل ہوگئے کہ دو مسئلوں کی تقریر دلیل میں کلمات معللین سے گزرتے **پہلا مسئلہ** تیمم کی ترکیب احسن کہ یوں یوں کرے تاکہ حتی الامکان استعمال مستعمل سے بچے جسکا بیان دلیل اول میں گزرا کہ یہ تراب حکمی کا ذکر ہے وہ بیشک مستعمل ہوتی ہے علامہ شامی نے منحۃ الخالق میں اُسکی دوسری طرح تاویل چاہی کہ استعمال سے مراد استعمال صوری ہے ولم یستقم لہ لانھم ذکروا بعدہ مایعین الاستعمال الحقیقی قال فی البحر بعد ذکر صفۃ التیمم ھو الاحوط لان فیہ احترازا عن استعمال المستعمل بالقدر الممکن فان التراب الذی علی یدہ یصیر مستعملا بالمسح حتی لو ضرب یدیہ مرۃ ومسح بھما وجھہ وذراعیہ لایجوز اھ ومثلہ فی الحلیۃ ومجمع الانھر وغیرھما وھو برمتہ ماخوذ من البدائع **قال** فی المنحۃ قولہ یصیر مستعملا بالمسح فیہ نظر لانہ ان استعمل باول الوضع لزم

ان لا يجزئ فى باقى العضو والا يستعمل باول الوضع كالماء لايلزم ماذكره وهو كذلك يؤيده ماقال العارف فى شرح هدية ابن العماد عن جامع الفتاوى وقيل يمسح بجميع الكف والاصابع لان التراب لايصير مستعملا فى محله كالماء اھ ولذا عبر بعضهم فى هذه الكيفية بقوله والاحسن اشارة الى تجويز خلافه اھ **اقول** هذا بحمد الله تعالى ماقد جنحنا اليه ۔ وقد منا تحقيقه بما لامزيد عليه ۔ وان الاحتراز الذى اراده الصدر غير ميسور ولا مقدور بل احسنيته ايضا لا محل لها لانه ان صار مستعملا لم يجز والا فالتكلف لا يحسن لكونه اشتغالا بما لا يجدى **قال** الا ان يقال المراد انه يصير مستعملا صورة لا حقيقة اھ **اقول** بل هو مستعمل صورة وحقيقة الا ترى الى تعريف التيمم فى البدائع وكثير من الكتب انه استعمال الصعيد فى عضوين مخصوصين وفى التبيين والجوهرة استعمال جزء من الارض وفى التنوير استعماله بصفة مخصوصة وفى الايضاح طهارة حاصلة باستعمال الصعيد وقد قال العلامة ش الاستعمال هو المسح المخصوص كما تقدم كل ذلك فى التعريفات فلا شك ان التراب يستعمل فى العضوين كالماء فى الاعضاء انما الكلام فى انه هل يسلب بذلك وصف الطهورية ام لا ام لا الم تسمع الى قول الدراية والبناية يجوز التيمم بالتراب المستعمل عندنا فقد سماه مستعملا وابقاه طهورا نعم يراد فى الماء بالمستعمل المسلوب الطهورية كناية لانه حكمه فان اريد هذا كان الحاصل ان هذا التراب يصير مسلوب الطهورية صورة لا حقيقة وهذا لا يكاد يرجع الى طائل **قال** ولكن الفرق ظاهر بين هذا وبين قوله حتى لو ضرب يديه مرة الخ تأمل اھ **اقول** رحمكم الله ورحمنا بكم انما عرض لكم هذا لعدم الفرق بين التراب الحقيقى والحكمى يصير مسلوب الطهورية حقيقة وهو المراد ههنا قطعا فلا تاويل ولا خلف غير انه لا يجديهم لانه مادام فى عضو واحد لا يصير مستعملا بالاجماع ۔ والا وجب لكل عضو ضربات وهو منتف بلا نزاع ۔ بل فيه على كراهته اجماع ۔ وبالجملة لم اعلم لهذا الاحتياط ۔ وجها يحصل به للقلب نشاط ۔ **فان قلت** يلزمهم مثل ذلك فى ما استحسنوا فى صفة مسح الراس والاذنين والرقبة كما ذكره فى الخلاصة والعناية والمنية وفى الحلية عن الزاهدى عن البحر المحيط وفى النهر وغيرها من الاسفار الغر وقال فى الحلية توارده غير واحد من المتاخرين من غير تعقب اھ وهذا لفظ الخلاصة استيعاب الراس سنة وكيفيته ان يبل كفيه واصابع يديه ويضع بطون ثلثة اصابع من كل كف على مقدم الراس ويعزل السبابتين

https://www.facebook.com/darahlesunnat

والابهامين ويجافى الكفين ويجرهما الى مؤخر الرأس ثم يمسح الفودين بالكفين ويمسح ظاهر الاذنين بباطن الابهامين وباطن الاذنين بباطن السبابتين حتى يصير ماسحا ببلل لم يصر مستعملا اھ زاد التاليان والنهر ويمسح رقبته بظاهر اليدين زاد غير الخلاصة والمنية هكذا روت عائشة رضى الله تعالى عنها مسح رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اھ قال فى الحلية الله تعالى اعلم به نعم ما اشتملت عليه الكيفية المذكورة من انه يمسح ظاهر اذنيه بباطن ابهاميه وباطن اذنيه بباطن مسبحتيه هو السنة فى مسحهما كما تقدم فى حديث عمرو بن شعيب واخرجه ابن ماجة ايضا بسند صحيح عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما عن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم بمعناه اھ ا **قول**[٣٠٤٤] كلا فان ثم بلة تنفد بالمد فارادوا استحفاظها كيلا يحتاج الى ماء جديد قال فى الفتح اما ما روى انه صلى الله تعالى عليه وسلم اخذ لاذنيه ماء جديدا فيجب حمله على انه لفناء البلة قبل الاستيعاب واذا انعدمت البلة لم يكن بد من الاخذ كما لو انعدمت فى بعض عضو واحد اھ اما ههنا فليس الا وصف حكمى اكسبته الضربة اليد لتطهير عضو واحد فلا يزول ما دامت اليد على احد الاعضاء الثلثة اعنى الوجه واليدين ثم رأيت العلامة سعدى افندى قال على قول العناية حتى يصير ماسحا ببلل لم يصر مستعملا مانصه اقول حقيقة وان لم يصر مستعملا حكما فى عضو واحد فلا يخالف ما سيأتى بعد اسطر اھ اى مما يفيد عدم استعمال الماء فى عضو واحد ا **قول**[٣٠٤٥] هذا عين ما فهمته ولله الحمد وقد انقطع به نزاع طال فرده الامام العلامة الزيلعى ووافقه المحقق على الاطلاق وتبعهما ابن امير الحاج بانه لا يفيد لانه لابد من الوضع والمد فان كان مستعملا بالوضع الاول فكذا بالثانى فلا يفيد تاخيره اھ بل قال الامام فقيه النفس الاستيعاب فى مسح الرأس سنة وصورة ذلك ان يضع اصابع يديه على مقدم رأسه وكفيه على فوديه ويمدهما الى قفاه فيجوز واشار بعضهم الى طريق اخر احترازا عن استعمال الماء المستعمل الا ان ذلك لا يمكن الا بكلفة ومشقة فيجوز الاول ولا يصير الماء مستعملا ضرورة اقامة السنة اھ فان كل ذلك مبناه على اخذ الاستعمال بمعنى الحكمى وانما المراد الحقيقى اى ليصير ماسحا ببلل طرى لم يذهب بالمسح ولم يستقله الاستعمال والعلم بالحق عند ذى الجلال۔ **دوسرا مسئلہ** کہ ایک ہی جگہ پر دونوں ضربیں ہونا یا ایک جگہ سے ایک شخص کا چند بار خواہ یکے بعد دیگرے ایک جماعت کا تیمم کرنا سب روا ہے اسکی تعلیل میں فرمایا کہ یہ مٹی تو ایسی ہی جیسے

https://www.facebook.com/darahlesunnat

ایک شخص کے وضو کے بعد لوٹے میں بچا ہوا پانی کہ دوبارہ خواہ دوسرے کو اُس سے وضو جائز ہے استعمال تو اُسکا ہوا جو ہاتھ میں آئی یہ تقریر علامہ برجندی و فاضل عبدالحلیم رومی نے بطور تنزل ذکر فرمائی کہ مٹی مستعمل نہیں ہوتی اور بالفرض ہو بھی تو وہ ہوگی جو اعضا کو لگ کر جھڑی نہ یہ جس پر ضرب کی شرح نقایہ میں ہے (علی کل طاھر) متعلق بضربتین لا یقال فحینئذ یدل الکلام علی ان الضربتین تکونان علی موضع واحد مع ان التراب یصیر مستعملا بالضربۃ الاولی لانا نقول لو سلم ذلک فالتراب المستعمل ھو الذی ینتثر من الوجہ والیدین لا الذی وضع الید علیہ صرح بہ صاحب الخلاصۃ بعینہا اسی طرح حاشیۂ درر میں ہے ولفظہ فی الجواب قلت کون التراب مستعملا غیر مسلم ولئن سلم فالتراب المستعمل الخ ظاہر ہے کہ یہ کچھ محلِ اشتباہ نہیں ہاں خلاصہ و محیط و بدائع کی عبارتیں کہ فتح و بحر سے دلیل دوم میں گزریں بلا اظہار تنزل ہیں خلاصہ ہی کی عبارت جامع الرموز میں لی اور بجائے ضرب شخص دیگر ضرب دیگر سے تصویر کی کہ لو ضرب علی طاھر للوجہ ثم علیہ للید اجزأہ لان المستعمل ھو التراب المستعمل فی الوجہ والید کما فی الخلاصۃ اسی کے مثل بزازیہ و مراقی الفلاح میں ہے اول نے فرمایا التیمم بموضع تیمم بہ اٰخر یجوز لانہ لم یرفع مستعمل الاول اور ثانی نے لعدم صیرورتہ مستعملا لان التیمم بما فی الید اور محیط و بحر کے مثل شامی میں نہر سے ہے کہ لم یصر مستعملا اذ التیمم انما یتأدی بما التزق بیدہ لا بما فضل[ملخصاً] اور بدائع کے مثل حلیہ اور اسیطرح شلبیہ میں ولوالجیہ سے ہے کہ التراب المستعمل ما التزق بید المتیمم الاول لا ما بقی علی الارض اخیر کے لفظ ہیں جاز لان التراب لا یصیر مستعملا لان المستعمل ما التزق بیدہ وھو کفضل ما فی الاناء علامہ ابراہیم حلبی نے دیکھا کہ مٹی کا ہاتھوں میں لگنا یا چہرہ و دست پر مسح کیا جانا موجب استعمال نہیں ہو سکتا جیسے پانی کہ جبتک بعد استعمال عضو سے انفصال نہ ہو مستعمل نہ ہوگا لہذا قید انفصال زائد کی کہ جاز لانہ لم یصر مستعملا انما المستعمل ما ینفصل عن العضو بعد المسح قیاسا علی الماء شامی میں اسے نقل کرکے مقرر رکھا **اقول**[۳۰۴۶] یہی ہے وہ جسے فاضلین برجندی و رومی نے تنزل میں لیا اور یہی ہے وہ جسے امام قوام الدین کاکی و امام بدرالدین عینی نے صراحۃً فرمایا کہ مذہب حنفی میں اُس سے تیمم جائز ہے امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو خلاف ہے بالجملہ ان عبارات کا تنوع یوں آیا والمتأمل لا یخفی علیہ الفرق اذا امعن النظر ان شاء اللہ تعالٰی رفع کشف شبہہ وہ بحمد اللہ تعالٰی امام محقق علی الاطلاق و خاتمۃ المحققین علامہ زین بن نجیم رحمہما اللہ تعالٰی نے بروجہ احسن فرمادیا انہیں عبارات کو نقل کرکے اولاً فرمایا ان سے سمجھا جاتا ہے کہ مٹی کا مستعمل ہونا بھی ایک صورت رکھتا ہے جس سے روشن کہ اُسکا مستعمل ہونا غایت خفا میں ہے پھر اُس صورت کی تعیین فرمائی کہ جس ضرب سے ایک عضو پر مسح کیا اُس سے

قولہ فانما کان علی عضو الیابس لم یجب غسلہ لانہ لم ینجس علیہ

قولہ **اقول** انما یزید بالمسح بان لیس فیہ ما یلتزق بالید و ما یلتزق بالید و ... لم یوجب ذلک اولویۃ بالجواز فان الملتصق بعضہ بعضو ... الید اذن سواء فان الحکم ... کان او جاز او انفصل ... ثم تنقل الضرب الثانی ... نفادہ فیما فی ھذا وان تتغوث ثانی ان شیئا من ارض ... ھو مستعمل وھو الملتزق بالید لا من اجزائہ ۱۲ منہ غفرلہ

قولہ مسئلہ وضو کیا ... بچا ... دوبارہ دوسرے کو وضو ... من کلام ... ان کی جیسا تطفل علی النھر

https://www.facebook.com/darahlesunnat

دوسرے پر نہیں کرسکتا اور صاف فرمادیا لاغیر لیس غیر بس صرف یہی ایک صورت ہے اور اصلاً کوئی شکل نہیں جسمین مٹی پر حکم استعمال طاری ہو یہ بداہۃً اُسی تراب حکمی کا حکم ہے حقیقی یہان قطعاً ساقط النظر بلکہ مسنون الانالہ ہے تو ثابت ہوا کہ مستعمل فی الوجہ والید یا مستعمل الاول یا ملاقی الید درکنار کہ تراب حکمی کے صاف محتمل ہین ماالتزق بیدہٖ سے بھی یہی مراد ہے یعنی وہ وصف تطہیر کہ کفین نے مساس ارض بالنیۃ سے حاصل کیا **اقول** **اولاً** یہ خود عبارت محیط وبحر ونہر وغیرہم سے روشن کہ اُنہون نے حصر فرمایا کہ تیمم اُسی سے ادا ہوتا ہے جو ہاتھ مین لگے یہ حصر صحیح نہین ہوسکتا مگر تراب حکمی مین کہ حقیقی کا ہاتھ مین لگا ہونا قطعاً ضرور نہین خصوصاً نہر کا اُسکے بعد فرمانا کہ چکنے پتھر پر ہو تو بالاولٰی جائز صراحۃً تناقض ہوجائیگا کہ وہان حقیقی کا کونسا ذرہ ہاتھ مین لگے گا **ثانیاً** ایک صاف بات یہ مستعمل ہوگا مگر مطہر کہ جب دوسرے سے رفع نجاست حکمیہ کرتا ہے وہ اُس سے منتقل ہوکر اس مین آجاتی ہے لہذا دوبارہ تطہیر کے قابل نہین رہتا اور جو مطہر ہے وقتِ تطہیر اُسکا وجود لازم کہ مطہر مفید طہارت ہے نہ کہ مُعِد اور تیمم معہود مین وقت مسح وجہ وذراعین تراب حقیقی کا وجود لازم نہین تو ثابت ہوا کہ تیمم معہود مین تراب حقیقی مطہر نہین اور جب مطہر نہین تو مستعمل بھی نہین ہوسکتی وھو المطلوب اگر کہیے تیمم غیر معہود مین تو تراب حقیقی ہی مطہر ہے چاہیے وہان مستعمل ہوجائے **اقول** ہم نے یہ کہا تھا کہ ہر مستعمل ہوجانے والے کا مطہر ہونا ضرور نہ یہ کہ ہر مطہر کا مستعمل ہونا لازم یہ کلماتِ علما جن سے شبہہ گزرتا تیمم معہود ہی مین تھے اُس مین ہم نے مبرہن کردیا کہ تراب حقیقی ہرگز مراد نہین بالجملہ ان کلمات کا **اولاً** نفیس وصحیح وصریح ورجیح محمل تو یہی ہے کہ مراد تراب حکمی ہے **ثانیاً** ممکن کہ کلام تنزل پر مبنی ہو جسطرح فاضلین برجندی ورومی نے جواب دیا **ثالثاً** ممکن کہ استعمال سے مراد استعمال حقیقی ہو جیسا علامہ سعدی افندی نے عبارات اولٰی مین افادہ فرمایا یعنی ضرب سے جنس ارض مستعمل نہ ہونے پر استدلال مقصود ہے وہ نفی لازم سے ادا فرمایا گیا کہ استعمال حکمی کو استعمال حقیقی لازم تو فرماتے ہین کہ یہ کیونکر مستعمل ہو حالانکہ حقیقۃً مستعمل نہین حقیقۃً استعمال تو اُسی مٹی کا ہے جو ہاتھون مین لگی رہ **رابعاً** کم ازکم یہ عبارات موردِ احتمالات ہین اور وہ نصوص کہ ہم نے ذکر کیے صریح تو اُنھین پر تعویل لازم **خامساً** یہ دلیل کی تقریر مین ہین جو مذہب منقول نہین اور وہ نصوص خاص مسائل کے احکام مین خصوصاً وہ بھی اسطرح کہ مذہب حنفی مین مٹی حکم استعمال نہین پاتی اس مین خلاف امام شافعی کو ہے تو بحمدہ تعالٰی آفتاب کی طرح روشن ہوا کہ جنس ارض تیمم سے اصلاً مستعمل نہین ہوتی نہ وہ جس پر ضرب کی نہ وہ کہ اعضا پر مسح کیگئی هكذا ينبغي التحقيق والله سبحنه ولي التوفيق وبه ظهر ان الصواب مع العلامة ط في نفي الاستعمال عن التراب على الاطلاق والرد عليه من العلامة ش حيث قال انما المستعمل ماينفصل عن العضو بعد المسح شرح المنية ونحوه ماقدمناه عن النهر وهو

ف۱: مازاد حكما مفتى على ماذكر في التعليل

ف۲: معروضة على العلامة ش

المذكور في الحلية فافهم اه اشار به كعادته كما نبه عليه في خطبته الى الرد على السيد ط غير سديد

بل يجب ارجاع ما في الحلية والغنية والنهر الى مايوافق ماذكر السيد لانه المنصوص عليه في المذهب

والله سبحنه وتعالى اعلم وصلى الله تعالى على سيدنا ومولٰنا محمد واٰله وصحبه وابنه وحزبه

وبارك وسلم اٰمين والحمد لله رب العٰلمين

سوال سوم

مسجد کی دیوار سے تیمم جائز ہے یا نہیں کچھ ورق بنام فتاوٰے رشیدیہ یعنی جوابات رشید احمد گنگوہی چھپے ہیں جنکی فہرست کا شروع کتاب الکفر سے ہے اُسکے صفحہ ۶۷ پر اس سوال کے جواب مین لکھا تیمم دیوارِ مسجد سے کرنے کو بعض کتب فقہ مین مکروہ لکھا ہے فقط آیا یہ جواب صحیح ہے یا غلط اور کونسی کتاب فقہ مین اسے مکروہ لکھا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

تحریر مذکور صواب سے بیگانہ فقاہت سے برکرانہ ہے محض بے بنیاد کورانہ ہے مذہب حنفی مین اسکی کچھ اصل نہیں بلکہ کسی کتاب معتمد سے اُسکی کراہت مستبین نہ ایسی نقل مجہول کسیطرح قابلِ قبول نہ ایسا ناقل التفات کے قابل نہ اُسپر شرع سے کوئی دلیل اور قول بے دلیل مردود و ذلیل بلکہ کتب معتمدہ سے اُسکا بطلان روشن جسے گر نہ بیند بروز پردہ برافگن تیمم مین دو ضربین ہوتی ہین اس بیان مین ہم دو ہی ضرب پر اکتفا کرین **ضرب اول** زعم مذکور کا بے اصل و بے دلیل ہونا یہ تو بدیہی کہ بعض کتب کوئی سند نہین۔ نہین معلوم کیسی کتاب کسکی کتاب اُسکی کیا عبارت کیا مفاد۔ ناقل نے کیا سمجھا کیا مراد۔ خود ناقل کو بھی اُسپر جزم نہ اعتماد۔ کہ طرز بیان سے تبری عہدہ مستفاد۔ بعض کتب مین رطب و یابس سب کچھ ہوتا ہے اگر ناقل کے نزدیک وہ کتاب اور اُسکا وہ حکم لائق اعتماد ہوتا سائل کو حکم بتاتا جسطرح اسی جواب مین مسجد کے اندر وضو کو بتایا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک منع اور گناہ ہے اُسکے متصل ہی یہ الفاظ ہین یہان یہ نہ کہا کہ مکروہ ہے بلکہ یہ کہ بعض کتب مین مکروہ لکھا اُسکی بے اصلی کا اتنا ہی بیان بس ہے۔ رہا بے دلیل ہونا اگر یہان شبہہ گزر سکتا تھا تو دو ہی وجہ سے یکم پانی پر قیاس اور وہ محض جہل و وسواس **اولا** ہم ثابت کر آئے کہ تیمم سے جنس ارض اصلا مستعمل نہین ہوتی بخلاف آب اور آب مستعمل اگرچہ مذہب صحیح مین طاہر ہے مگر قذر ہے یعنی گھن کی چیز اور مسجد کو ایسی اشیا سے بچانا واجب جیسے لعابِ دہن و آبِ بینی **ثانیا** اگر بفرض غلط تسلیم کرین کہ مٹی زمین اور ہاتھون پر مسح ہو کر چھوٹتے ہی مستعمل ہو جاتی ہے تو آجکل عامہ مساجد کی دیوارین پختہ و گچ کردہ ہین اور اگر کوئی کچی بھی ہے تو کہگل کی ہوئی یا صاف لسی ہوئی اُن مین یہ مٹی کہان تو اُنکی دیوارون پر تیمم کیون مکروہ **ثالثا** دیوارین عام طور پر ایسی بنائی جاتی ہین جن پر ہاتھ

فائدہ
ف ۱: ضرب ۱
ف ۲: ضرب ۲
ف ۳: فی بعض الکتب نقل مجہول
ف ۴: ضرب ۳
ف ۵: مسئلہ مسجد کو ہر گھن کی چیز سے بچانا واجب ہے اگرچہ پاک ہو جیسے لعابِ دہن آبِ بینی۔
تنبیہ: بعض لوگ کہ وضو کے بعد منہ اور ہاتھون سے پانی پونچھ کر مسجد مین جھاڑتے ہین محض حرام اور ناجائز ہے